نعم الزاد لروم الضاد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نعم الزاد لروم الضاد

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

Alahazrat Network

رسالہ

نِعم الزّاد لِروم الضاد

(ضاد کے پڑھنے کا بہترین طریقہ)

www.alahazratnetwork.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۲۷۲ ۱۹۶ از ریاست رامپور محلہ کنڈہ متصل مسجد میاں گامان مرسلہ مولوی محمد یحییٰ صاحب ۲۲ شوال مکرم ۱۳۱۵ھ

چہ مے فرمایند علمائے دین ومفتیانِ شرع متین دریں باب کہ در قرأت غیر المغضوب علیہم ولا الضالین درچند اشخاص نزاع مے مانند واکثر رسائل وفتاوی دریں باب مختلف ہستند بعضے خواندن ضاد را بدال از وراثت بین الناس دلیل مے آرند وبعضے برائے تبدیل ظاء وزا تشابہِ صوت را دلیل مے گردانند وقاری عبدالرحمان مرحوم پانی پتی در رسائل وفتاوی خلاصہ تحقیق بدیں نہج رقم کردہ اند کہ بجائے ضاد دال یا حرفے خواندن محض غلط است ہر حرف خصوصاً ضاد را از مخرج خود مع صفاتش ادا کردن بر ہر شخص واجب است دریں ہنگام شور وشغب

علمائے شرع متین اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کے پڑھنے میں کچھ لوگوں کا اختلاف ہے اکثر رسائل اور فتاوے اس بارے میں مختلف ہیں بعض لوگ توارث بین الناس (معمول) کو دلیل بناتے ہوئے ضاد کو دال کے ساتھ پڑھنے کا کہتے ہیں اور بعض اسے ظا اور زا کے ساتھ تبدیلی کے قائل ہیں اور آواز میں مشابہ ہونے کی دلیل پیش کرتے ہیں قاری عبدالرحمان مرحوم پانی پتی نے کہا کہ رسائل اور فتاوی میں اس بارے میں خلاصہ تحقیق یوں بیان کیا گیا ہے کہ ضاد کی جگہ دال یا کوئی

بعضے خواص و عوام سند خواندن دال از شرح کبیر بیان کردہ اند از استماعش در چند امور غلجان واقع گردید ترصد از علمائے ماہرین و معتبرین کہ از جواب رافع غلجان احقاق حق و ابطال باطل فرمایند اجرکم اللہ تعالیٰ فی الدارین امرے چند موجب اشتباہ و غلجان مخصوص ادائے ضاد شبیہ بدال مطلق یا ظا معجمہ دریافت طلب از علمائے دین۔

اور حرف پڑھنا محض غلط ہے، ہر حرف خصوصاً ضاد کو اپنے مخرج سے اس کی صفات کے ساتھ ادا کرنا ہر شخص پر لازم ہے، اس معاملہ میں بڑا اختلاف اور شور ہے بعض خواص اور عوام اسے دال پڑھنے پر شرح کبیر سے سند ذکر کرتے ہیں، اس معاملہ میں چند امور سے غلجان واقع ہو رہا ہے ماہرین شریعت اپنے جواب سے انہیں رفع کریں تاکہ حق ثابت ہو اور باطل کا بطلان ہو جائے، اللہ تعالیٰ دارین میں تجھے اجر سے نوازے، ضاد کو دال یا ظا پڑھنے کی صورت میں جن امور میں اشتباہ و غلجان واقع ہو رہا ہے وہ علماء سے دریافت طلب ہیں (وہ یہ ہیں)۔

اول فصل زلۃ القاری کہ در کتب فقہ علیحدہ ذیل حکم قرأت فی الصلوٰۃ موضوع شدہ آیا حکم مسائل آں مخصوص بداں صورت است کہ از قاری بلا قصد و ارادہ حرفے بجائے حرفے فجاۃً بر زبان جاری شدہ باشد یا علی العموم است قاری و تالی بالقصد و ارادہ حرفے بجائے حرفے خواندہ باشد بر تقدیر تسلیم شق عموم ہرگاہ حکم قرأت بالارادہ نوشتہ شدہ باز جہت معنون کردن فصل بزلۃ القاری چیست حالانکہ در زلۃ کہ معرب لغزش است ارادہ مفقود است۔

www.alahazratnetwork.org

اول کتب فقہ میں نماز کی قرأت کے ضمن میں "زلۃ القاری" (قاری کا پھسلنا) کی جو فصل قائم کی گئی ہے اس کے مسائل کا حکم صرف اسی صورت کے ساتھ مخصوص ہے جب قاری سے بلا قصد و ارادہ ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف اچانک زبان پر جاری ہو جائے، یا حکم عام ہے خواہ قاری اور تلاوت کرنے والا عمداً اور قصداً کسی حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دے اگر عموم حکم والی (شق) تسلیم کر لی جائے تو جب اس میں قصداً قرأت کا حکم بھی تحریر ہوا ہے تو پھر اس فصل کا عنوان زلۃ القاری کیوں رکھا گیا، حالانکہ لفظ زلۃ لغزش سے عبارت ہے جس میں قصد اور ارادہ مفقود ہوتا ہے۔

دوم درصورت عموم صرف بر اتحاد مخرج و تشابہ صورت عموم و سہولت ادا اکتفا کردہ خواہد شد یا لحاظ معنی ہم داشتہ خواہد شد و بصورت تبدیل معنی و فساد آں حکم فساد نماز دادہ خواہد شد و دریں صورت کسیکہ در ابدال ضاد

دوم عموم کی صورت میں صرف اتحاد مخرج یا قرب مخرج اور تشابہ کی صورت میں عام و آسان ادائیگی پر اکتفا کر لیا جائے گا یا معنی کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے اور بصورت تبدیل معنی و فساد حکم فساد نماز کا ہوگا اس صورت میں جو شخص ضاد کو ذال سے

بدال قرارت جمیع الناس را مطلقاً دلیل گردانید توجیہ صحت قولش چہ خواہد شد۔

بدل کر پڑھنے پر مطلقاً لوگوں کے معمول کو دلیل بناتا ہے اس کے قول کی صحت کی توجیہ کیسے ہوگی؟

سوم چنانکہ صاحب غنیۃ المستملی شرح منیہ در فصل زلۃ قاری بمقام حکم ابدال حرفے بحرفے مدار بر صحت وفساد معنی داشتہ بصورتیکہ معنی صحیح التبدیل ہم شود حکم صحت نماز نگاشتہ وجائیکہ از بدلی فساد معنی شود حکم فساد نماز دادہ ہمیں حکم در ابدال ضاد بدال مہملہ ہم جاری خواہد ماند وہر جا کہ ضاد بدال مہملہ فساد معنی لازم است حکم فساد نماز دادہ خواہد شد یا نہ اگر شق اول مسلم است پس ابدال ضاد بدال مہملہ وبصورت دال خواندن عموماً ومطلقاً چگونہ صحیح خواہد شد واگر شق ثانی است مخصص آں وموجب تخصیص کدام دلیل است۔

سوم جس طرح صاحب غنیۃ المستملی نے شرح منیہ کی فصل زلۃ القاری میں ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدلنے کی صورت میں مدار معنی کی صحت وفساد پر رکھا ہے تو جس صورت میں تبدیلی حرف کے باوجود معنی درست ہوگا نماز کی صحت کا حکم دیا جائے گا اور جہاں تبدیلی حرف کی وجہ سے معنی فاسد ہوگا وہاں نماز کے فاسد ہونے کا حکم جاری ہوگا اور جب ضاد کو دال پڑھا جائے تو پھر بھی یہی حکم جاری ہوگا جہاں ضاد کو دال پڑھنے سے فساد معنی لازم آئے وہاں نماز کے فساد کا حکم جاری ہوگا یا نہیں؟ اگر شق اول مسلم ہے تو ضاد کو دال سے بدل کر دال کی آواز میں پڑھنا عموماً ومطلقاً کیسے صحیح ہوگا اور اگر دوسری شق ہے تو اس کا مخصص اور موجب تخصیص کون ہے؟

چہارم کسیکہ از عبارت شرح کبیر ولا الضالین بالظاء المعجمۃ او الدال المہملۃ لا تفسد الخ خواندن دال بجائے ضاد بدون لحاظ تخالف وتباعد معنی علی العموم قیاس کردہ قیاس فاسد خواہد شد یا نہ زیرا کہ درین آیۂ کریمہ ھل ندلکم علی رجل الخ صاحب شرح کبیر از بدل قرب معنی ثابت کردہ وحکم صحت نماز دادہ وممکن است کہ بدیگر مقام از ابدال ضاد بدال فساد معنی شود معنی آں خواہد شد تباہ شوند یا در "اکواب موضوعۃ" یعنی بہ ترتیب چیدہ شدہ است ہرگاہ مودودہ خواندہ شود معنی آں چدودہ کردہ شدہ خواہد شد کہ مشعر بر انقطاع آں ست علی ہذا بسیارے

چہارم جس شخص نے شرح کبیر کی عبارت ولا الضالین بالظاء المعجمۃ او الدال المہملۃ لا تفسد الخ سے ضاد کی جگہ دال پڑھنا بغیر لحاظ مخالفت تباعد معنی علی العموم قیاس کیا ہے وہ قیاس فاسد ہے یا نہیں؟ کیونکہ آیۂ کریمہ ھل ندلکم علی رجل الخ میں صاحب شرح کبیر نے تبدیل سے قرب معنی ثابت کیا ہے اور صحت نماز کا حکم دیا ہے اور ممکن ہے کہ دوسرے مقام پر ضاد کو دال سے بدلنے سے فساد معنی لازم آئے اور اس کا معنی یہ ہوگا کہ وہ تباہ ہوگئے، یا "اکواب موضوعۃ" میں کہ اس کا معنی ہے وہ برتن جو ترتیب سے رکھے گئے ہوں، اگر اسے "مودودۃ" پڑھا جائے جس کا

آیات ہستند کہ حالش بر متفحص غیر پوشیدہ نخواہد ماند پس دراں صورت لامحالہ حکم فساد نماز دادہ خواہد شد و ہرگاہ مدار حکم صحت و فساد نماز بصورت ابدال ضاد بظاء و دال خود حسب تحریر صاحب شرح کبیر بر صحت و فساد معنی بدل شدہ چگونہ قیاس مذکور بسبیل عموم بلوی بخصوص عدم فساد صلاۃ چنانکہ در حق عوام است کہ ہیچ امتیاز در صحت لفظ و فرق معنے نمیدارند ہمچناں در حق خواص کہ امتیاز ہر گونہ دارند جاری خواہد شد یا نہ۔

معنی یہ بنے گا رخصت کیا ہوا، یہ معنی وہ ہے جو اس کے انقطاع کی طرف مشعر ہے علی ہذا القیاس بہت سی آیات قرآنی ہیں جن کا حال ہر صاحب مطالعہ اور باخبر شخص سے مخفی نہیں ہیں، پس اس صورت میں یقیناً نماز کے فساد کا حکم ہی دیا جائے گا جب ضاد کو ظا اور ذال سے بدل کر پڑھنے میں نماز کی صحت و فساد کے حکم کا مدار: صاحب شرح کبیر کی تحریر کے مطابق صحت معنی و فساد معنی کی تبدیلی پر ہے، تو پھر عموم بلوی کی بنیاد پر عوام کے حق میں عدم فساد نماز کا قول جس کی وجہ یہ ہے کہ صحت لفظ اور تبدیلی معنی کا فرق عوام نہیں کر سکتے اسی طرح خواص جو ہر قسم کا فرق کر سکتے ہیں تو کیا ان پر بھی یہ حکم جاری ہوگا یا نہ؟

پنجم ہرگاہ از عبارت تمہید جزری و شرح شیخ الاسلام زکریا انصاری بر مقدمہ جزری و ہم از شرح ملا علی قاری بر آں ثابت است کہ السنۂ ناس در ادائے ضاد مختلف است بعضے ظائے معجمہ بعضے دال مہملہ بعضے ذال معجمہ و بعضے باشمام زائے معجمہ میخوانند و ایں ہمہ حضرات از قرائے عرب معدودند دریں صورت دعوی توارث ادائے ضاد بصورت دال مہملہ چگونہ قابل تسلیم خواہد شد۔ بینوا توجروا۔

پنجم جب امام جزری کی تمہیدی عبارت، شیخ الاسلام زکریا انصاری کی شرح مقدمہ جزری اور شرح ملا علی قاری میں ہے کہ لوگوں کی زبانیں ضاد کی ادائیگی میں مختلف ہیں بعض ظا، بعض دال، بعض ذال اور بعض اسے زای کی بو دے کر پڑھتے ہیں اور یہ تمام حضرات قراء عرب میں شمار ہوتے ہیں اس صورت میں ضاد کو دال مہملہ پڑھنے پر توارث کا دعوی کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل علی نبیہ حق والصلوٰۃ والسلام علی افصح من نطق بحق وعلی آلہ وصحبہ الذین اقتدوہ وھو لسنھم الاحجۃ تاد صلی اللہ تعالی وبارک وسلم علیہ و

تمام حمد اللہ کے لئے جس نے اپنے نبی پر حق (قرآن عظیم روشن عربی زبان میں) نازل کیا اور صلوۃ و سلام اس ذات پر جس نے حق کو فصیح زبان سے ادا کیا (قرآن کی تلاوت سب سے اعلی فرمائی) اور آپ کی آل و

علیہم و منا دحق جل و علا و تبارک قرآن عظیم بلسان عربی مبین بر نبی عربی قرشی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرستاد و برائے تلاوت و استماع و استفاضہ و انتفاع جہاد و آں صفت کریمہ قدیمہ خود را بکسوت حروف و اصوات تجلی داد و سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کما انزل الیہ بصحابہ کرام رسانید و صحابہ بتابعین و تابعین بہ تبع و ہمچناں قرناً بعد قرن و طبقۃً فطبقۃ ہر ہر حرف و حرکت و صفت و ہیأت باقصے غایات تواتر کہ مافوق آں متصور نیست بما رسید و الحمد للہ العلی المجید و ذلک قولہ تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحفظون۔ پس بحمد اللہ چنانکہ در ہیچ کلمہ از کلمات کریمہ اش اصلاً محل توہمے نیست کہ شاید بجائے الحمد الشکر نازل شدہ باشد ہمچناں بمنت مولیٰ عز و جل در ہیچ حرفے از حروف طیبہ اش زنہار جائے ترددے نیست کہ شاید بجائے لام تعریف میم تعریف بودہ باشد پس ہمچنانکہ بیقین قاطع میدانیم کہ ا و ع و ق در زبان عربی جداگانہ است و در قرآن عظیم الاء علاوہ بر معانی مختلف برہماں وجہ تیقن جازم می شناسیم کہ ض و ظ و د نیز در لسان عرب سہ حرف تباین است و در فرقان کریم ضل و ظل و دل بمدلولات متخالفہ پس ض را ظ یا د خواندن بعینہ ہمچناں باشد کہ کسے ا را ع یا ق خواند و بجائے ارش درادائے د بجائے

صحابہ پر جنہوں نے آپ کی اقتداء کی جبکہ وہ سفرِ آخرت کیلئے سامان میں۔ اللہ جل جلالہٗ رحمتیں برکتیں و سلامتی آپ پر اور ان سب پر نازل فرمائے اور زیادہ کرے۔ قرآن عظیم روشن عربی زبان میں اللہ عز و جل نے اپنے عربی قریشی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور اس کی تلاوت سماعت اور اس سے استفاضہ و نفع کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت کریمہ قدیمہ کو حروف و تجلی اصوات کا لباس پہنا کر اپنے بندوں کو عنایت فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ تک قرآن پاک کو اسی طرح پہنچا دیا جس طرح وہ نازل ہوا تھا صحابہ نے تابعین تک تابعین نے تبع تابعین تک اور اسی طرح ہر دور اور ہر طبقہ نسل کی ہر حرف ہر حرکت ہر صفت اور ہیئت تواتر کے اعلیٰ درجہ کے ساتھ ہم تک منقول ہے کہ اس سے بڑھ کر تواتر کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ حمد ہے اللہ کے لئے جو بلند بزرگی والا ہے اسی سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے "بلاشبہ ہم نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں"۔ الحمد للہ قرآن مجید کے کلمات میں سے کسی ایک کلمہ کے بارے میں بھی ہرگز کسی قسم کا وہم نہیں کیا جا سکتا کہ شاید الحمد کی جگہ الشکر نازل ہوا تھا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ قرآن کے کسی حرف کے بارے میں کوئی شک و تردد نہیں کہ شاید الف لام کی جگہ تعریف کے لئے میم نازل ہوا تھا، جس طرح ہمیں قطعی یقین ہے کہ ا، ع، ق

ض سخت است بس غلط و پر بیہزہ - توارث اگر در علماے معتمدین قرأت مقصود خود باطل و مردود و اگر در عوام ہند مراد ازیں چہ کشاد سکتات سورۃ فاتحہ از چند سال در عامیان رائج است وچند برائے توجیہ آنہا ہفت نام شیطان در وے تراشیدہ اند دلہان ہوب کیو کنم کنس تعل بعل وبعض دیگر افزودند ہما و ہمدا ، وکذلک کانت ینبغی علی مزعومہم شدت تحفظ ایشاں بریں سکتات بیشتر و فزوں تر از تحفظ بر واجبات اجماعیہ تجوید سے علیم ، وہر کہ مراعات آنہا نکند ایں نادانان اورا از تجوید قرآن جاہل و غافل دانند فانظر کیف صار فیہم المعروف منکرا و المنکر معروفا - ایں اختراعات باطلہ را حقیقت بیش ازاں نیست کہ ان ھی الا اسماء سمیتموھا - علماء ایں سکتات باطلہ را تقبیح کردہ اند و بطلان آنہا تصریح ، علامہ ابراہیم حلبی در غنیۃ المستملی فرماید قال فی فتاوی الحجۃ المصلی اذا بلغ فی الفاتحۃ ایاک نعبد و ایاک نستعین لا ینبغی ان یقف علی قولہ ایاک ثم یقول نعبد

عربی زبان میں جدا جدا حروف ہیں اور قرآن میں الا ، علا اور غلا کے الگ الگ مختلف معانی ہیں ، اسی طرح عجم اس پر بھی حتمی یقین رکھتے ہیں کہ ض ، ظ اور د زبان عرب میں آپس میں متباین تین حروف ہیں اور فرقان عظیم میں ضل ، ظل و دل کے معانی مختلف اور متباین ہیں پس ض کو بعینہ ظ یا د پڑھنا اسی طرح ہے جیسے کوئی الف کو عین یا فا پڑھا کرے باقی اس توارث کا دعویٰ کہ ض کی جگہ دال ہے سخت غلط ہے کیونکہ اس توارث سے مراد قابل اعتماد قراء کا تعامل ہے تو یہ از خود باطل و مردود ہے (وہ لوگ ایسی بات کیسے کر سکتے ہیں) اور اگر مراد عوام ہند کا توارث ہے تو اس سے مقصد کیسے حاصل ہو سکتا ہے ! عوام کا حال تو یہ ہے کہ چند سال سے سورۃ فاتحہ میں سات سکتے رائج ہیں اور جاہل ان کی توجیہ میں سات شیاطین کا نام لیتے ہیں دلہان ، حرب ، کیو ، کنم ، کنس ، تعل ، بعل ، اور بعض ان دو ناموں ہما اور ہمدا کا اضافہ کرتے ہیں انکے زعم پر انہیں یہی مناسب نظر آیا اپنے غلط زعم کے مطابق ان سات سکتات کا تحفظ تجوید کے اجماعی واجبات سے بڑھ کر کرتے ہیں ، اور جو ان کی پابندی نہیں کرتا یہ بیوقوف اسے تجوید قرآن سے جاہل اور غافل قرار دیتے ہیں آپ نے دیکھیں کیسے عوام کے ہاں معروف منکر اور منکر معروف بن چکا ہے ۔ ان خرافات باطلہ کی کوئی حقیقت اس سے زیادہ نہیں کہ یہ ان کے خود ساختہ نام اور تصورات ہیں اہل علم نے ان باطل سکتوں کی سخت تقبیح کی ہے اور ان کے باطل ہونے کی تصریح کی ہے

علامہ ابراہیم حلبی غنیۃ المستملی میں فرماتے ہیں فتاوی الحجہ میں ہے

وانما الاولى والاصح ان يصل اياك نعبد واياك نستعين انتهى فلا اعتبار بمن يفصل ذلك السكت من الجهال المتفقهين بغير علم[1] اھ۔

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری در منح الفکریہ بعد ایراد عبارت فتاوی الحجۃ مے فرمایند اقول و ما اشتهر على لسان بعض الجهلة من القراء فى سورة الفاتحة شيطان كذا من الاسماء فى مثل هذه التراكيب من البناء فخطاء فاحش و اطلاق قبيح ثم سكتهم عن نحو دال الحمد وكاف اياك وامثالها غلط صريح[2] علامہ محمد بن عمر بن خالد قرشی حنفی در رد ایں مزعوم رسالہ مستقلہ نوشت كما ذكره كشف الظنون فى ذكر الرسائل۔ من فقیر در عنفوان امر قدوم پیش از وقوف بریں کلمات ایں سکتات باطلہ را ابطال می کردم ومنشاء اختراع آنہا می دانم کہ اگر غرابت سخن مانع نبودے بقلم می سپردم علماء کرام اختلاف السنۂ ناس در ادائے ضاد بیان فرمودہ اند

کہ جب نمازی فاتحہ میں ایاک نعبد وایاک نستعین پر پہنچے تو وہ یہ نہ کرے کہ ایاک پر رک جائے پھر نعبد کہے بلکہ اولی اور اصح یہی ہے کہ ایاک نعبد وایاک نستعین کو متصل کرکے پڑھے انتہی اگر بعض جاہل ان پڑھ لوگ بغیر کسی دلیل کے سکتہ کرتے ہیں تو ان کا ہرگز اعتبار نہیں کیا جائے گا اھ۔

علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری منح الفکریہ میں فتاوی الحجہ کی عبارت ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں میں کہتا ہوں بعض جاہل لوگوں کی زبان پر یہ جو مشہور ہے کہ قرآن کی سورۃ فاتحہ میں اس ترکیب سے شیطان کے نام ہیں یہ بات صراحۃً غلط ہے اور اس کا قبیح اطلاق ہے، اور پھر ان کے سکتوں سے مراد الحمد کی دال اور ایاک کا کاف ہے اور ان کی مثل دوسرے مقامات ہیں جو نہایت ہی غلط اور باطل ہیں علامہ محمد بن عمر بن خالد قرشی حنفی نے اس باطل خیال کے رد میں ایک مستقل رسالہ لکھا جس کا ذکر صاحب کشف الظنون نے رسائل میں کیا ہے فقیر نے اپنے ابتدائی دور میں علماء کے مذکورہ ارشادات پر اطلاع نہ ہونے کے باوجود ان سکتوں کا رد کیا۔ اور ان خرافات کے منشاء سے بھی آگاہی حاصل ہے اگر غرابت سخن مانع نہ ہوتی تو میں اسے احاطہ تحریر میں ضرور لاتا۔ علماء نے ضاد کی ادائیگی میں لوگوں کی مختلف

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی زلۃ القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۸۱

[2] منح الفکریہ شرح المقدمۃ الجزریۃ بیان الوقف علی رؤس الآیۃ سنۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ص ۹۳

حاشا مراد ازذا آنست کہ ایں طریق ادا قراء عرب است بلکہ مقصود بیان غلط وخطائے عوام در ادائے ایں حرف وتنبیہ بر بطلان وتحذیر ازآں ست، عبارت مولانا قاری در شرح مقدمۂ جزریہ زیر قول ماتن "والضاد باستطالۃ ومخرج میز من الظاء وکلہا تجی ء فی الظعن ظل ظہر عظم الحفظ و ایقظ وانظر عظم ظہر اللفظ" چناں ست قد انفرد الضاد بالاستطالۃ حتی تتصل بمخرج اللام لما فیہ من قوۃ الجہر والاطباق والاستعلاء ولیس فی الحروف ما یعسر علی اللسان مثلہ والسنۃ الناس فیہ مختلفۃ فمنہم من یخرجہ ظاء ومنہم من یخرجہ دالا مہملۃ او معجمۃ ومنہم من یخرجہ طاء مہملۃ کالمصریین ومنہم من یشمہ ذالا ومنہم من یشیر بہا بالظاء المعجمۃ لکن لما کان تمییزہ عن الظاء مشکلا بالنسبۃ الی غیرہ امر الناظم بتمییزہ عنہ نطقا ثم بین ما جاء فی القرآن بالظاء لفظا[1] ایں شدت تحفظ علما است بر تمایز حروف و آنچنانکہ امام ناظم رحمہ اللہ تعالے نے کلمات قرآنیہ واردہ بظائے معجمہ را ضبط

زبانوں کا جو تذکرہ کیا ہے اس سے مراد یہ ہرگز نہیں ہے کہ قراء عرب کی ادائیگی کا یہ طریقہ ہے بلکہ اس سے مقصود صرف اسی حرف کی ادائیگی کے بارے میں عوام کی خطا اور غلطی کی نشان دہی کرنا ہے اور اس کے بطلان پر تنبیہ اور اس سے پرہیز پر متوجہ کرنا ہے عبارت ملا علی قاری شرح مقدمہ جزریہ میں ماتن کے اس قول "ضاد میں استطالہ ہے اور اس کا مخرج ظا سے الگ ہے اور ظا ان تمام میں ہے، ظعن، ظل، ظہر، عظم، الحفظ، ایقظ، انظر، عظم، ظہر اللفظ، کے تحت یوں ہے کہ ضاد استطالہ میں منفرد ہے حتی کہ وہ لام کے مخرج کے ساتھ متصل ہے کیونکہ اس میں قوت جہر، اطباق اور استعلاء پایا جاتا ہے اور حروف میں کوئی حرف ایسا نہیں جس کی ادائیگی ضاد کی طرح مشکل ہو اس کی ادائیگی میں لوگوں کی زبان مختلف ہے بعض اسے ظا اور بعض دال یا ذال کے مخرج سے اور بعض طا کے مخرج سے پڑھتے ہیں جیسے مصری لوگ اور بعض اسے ذال کی بو دیتے ہیں بعض ظا سے ملا کر پڑھ دیتے ہیں لیکن چونکہ اس کا امتیاز دیگر حروف کی نسبت ظا سے مشکل ہے اس لئے ناظم (ماتن) نے صراحۃً اس سے ممتاز کرنے کی بات کی پھر وہ مقامات بیان کئے جہاں قرآن مجید میں ظا لفظاً استعمال ہوا ہے [1] یہ شدت حروف کے امتیاز کے تحفظ پر علماء کے کاربند ہونے کے لئے ہے اور وہ جو امام ناظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کلمات قرآنی ذکر کئے

بقیہ

---

[1] منح الفکریہ شرح المقدمۃ الجزریۃ مطلب ادغام المتجانسین مطبوعہ مصطفی البابی مصر ص ۳۸

فرمودہ تا بدانند کہ ایں حرف بقرآن عظیم و در ہمیں مروی است وآنچہ غیر اینہاست ہمہ بضاد است چنانچہ فاضل ادیب حریری در مقامہ حلبیہ ماہر لغات عرب[1] دو بیت را مضبوط فرمود جائیکہ فرمود ایھا السائل عن الضاد والظاء ** لکیلا تضلہ الالفاظ إن حفظ الظاء آت یغنیک فاسمعہا استماع امرئ لہ استیقاظ غیر طائفۃ فی مخارج ہذہ الحروف وفی ذلک حرج عظیم والظاہر ان ہذا مجمل ما فی جمیع الفتاوی باز فرمود ثم فی الخزانۃ ایضا لو قرأ ولا الضالین بالظاء فسدت صلوتہ وعلیہ اکثر الائمۃ منہم ابو مطیع ومحمد بن مقاتل ومحمد بن سلام وعبد اللہ بن الازہری وعلی ہذا القیاس فی جمیع القرآن ولو قرأ بالظاء مکان الضاد تفسد صلاتہ الا فی قولہ تعالیٰ وما ہو علی الغیب بضنین بالظاء والضاد فہما قرأتان[2] ہیں چہ قدر نصوص روشن است کہ ایں تبدیلہا از کج زبانی ہائے کردیان و ترکیان و دہقانیان کوفہ وغیرہم عوام و انجام است ولہذا

ہیں جن میں ظا ہے تاکہ ہر کوئی جان لے کہ قرآن کریم میں ظا کے ساتھ یہی کلمات ہیں اور ان کے علاوہ میں ضاد ہے اسی طرح فاضل ادیب حریری نے مقامہ حلبیہ میں ظا کے الفاظ عربی ذکر کرتے ہوئے کہا جس جگہ کہا اے ضاد اور ظا کے بارے میں پوچھنے والے تاکہ الفاظ میں غلط ملط نہ ہو، اگر تو ظاء کے تمام مقامات محفوظ کرے تو بے نیاز ہو جائیگا پس اب تو انہیں غور سے سن جس طرح ایک بیدار آدمی سنتا ہے، ایک گروہ نے ان حروف کے مخارج میں تغیر و تبدل کیا ہے اور اس میں حرج عظیم ہے اور ظاہر یہ ہے کہ تمام فتاوی کا اجمال یہی ہے، پھر فرمایا کہ خزانہ میں بھی ہے کہ اگر ولا الضالین میں ظاء پڑھی تو نماز فاسد ہو جائے گی، اکثر ائمہ اسی پر ہیں ان میں سے ابو مطیع، محمد بن مقاتل، محمد بن سلام، عبد اللہ بن الازہری بھی ہیں اسی پر قیاس کرتے ہوئے کہا کہ تمام قرآن میں ضاد کی جگہ اگر ظاء پڑھی تو نماز فاسد ہو جائے گی البتہ اللہ تعالیٰ کا قول وما ہو علی الغیب بضنین مستثنیٰ ہے کیونکہ اس میں ظا اور ضاد دونوں کے ساتھ دو قراءتیں آئی ہیں آپ نے دیکھا کس قدر واضح تصریحات ہیں کہ یہ تبدیلی کرد، ترک اور کوفہ کے بادیہ نشیں وغیرہ عام اور عجمی لوگوں کی زبانیں گنگ ہونے کی وجہ سے ہے یہی وجہ ہے کہ

---

[1] مقامات حریری مقامہ سادسۃ الاربعون المقامۃ الحلبیۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ص ۳۹۳

[2] خزانہ

اکثر علمائے متاخرین کہ در محل مشقت رو بہ تیسیر کردہ اند این ترخیص را ہم بحق عامیان مقصور داشتند باز حکم جمہور ائمہ نظر کن کہ برین ابدال ہنگام فساد معنی حکم بفساد نماز فرمودند و ہمین است مذہب ائمہ ثلثہ سیدنا الامام الاعظم والامام ابی یوسف والامام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین علی خلاف بینہم فیما اذا کان مثلہ فی القرآن اولا کما فصلہ فی الغنیۃ باحسن تفصیل فاللہ یجزیہ الجزاء الجلیل و در خانیہ و خلاصہ و بزازیہ و غنیہ و حلیہ و خزانۃ المفتین وغیرہا کتب معتمدہ مذہب بکثرت فروع این تبدیلہا است کہ بروے حکم بفساد نماز دادہ اند من شاء فلیراجعہا فلا نطیل فی نقلہا طولا کثیرا و خود علامہ قاری در شرح جزریہ فرمود (وان تلاقیا) ای الضاد والظاء (البیان) ای فبیان کل منہما لازم ولا یجوز الادغام لبعد مخرجہما قال الیمنی فلو قرأ بالادغام تفسد الصلوۃ وقال ابن المصنف وتبعہ الرومی ولیتحرز من عدم بیانہما فانہ لو أبدل ضادا بظاء او بالعکس بطلت صلوتہ لفساد المعنی وقال المصری فلو بدل ضادا بظاء فی الفاتحۃ لم تصح قرأتہ بتلک الکلمۃ (ملخصاً)[1] باز کلام ابن الہمام و کلام مذکور غنیہ

اکثر علمائے متاخرین جو مشقت کے مقام پر آسانی کی طرف گئے ہیں انھوں نے بھی اس رخصت کو عوام کے حق میں جائز رکھا ہے پھر جمہور ائمہ کا حکم دیکھو انھوں نے اس تبدیلی پر فسادِ معنی کے وقت فسادِ نماز کا حکم دیا ہے اور یہی مذہب ائمہ ثلثہ سیدنا امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کا ہے اس اختلاف کے ساتھ کہ اس کی مثل قرآن مجید میں ہے یا نہیں اس کی پوری اور عمدہ تفصیل غنیہ میں ہے پس اللہ تعالٰی انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ خانیہ، خلاصہ، بزازیہ، غنیہ، حلیہ، خزانۃ المفتین کی دیگر کتب معتمدہ مذہب میں ایسی تبدیلی کے متعدد جزئیات کا ذکر کرکے نماز کے فساد کا حکم بیان کیا گیا جو شخص تفصیل چاہتا ہے ان کی طرف رجوع کرے کیونکہ ان تمام کے نقل کرنے میں طوالت کا خدشہ ہے خود علامہ علی قاری شرح جزریہ میں فرماتے ہیں (اور اگر یہ دونوں اکٹھے ہوں) یعنی ضاد اور ظاء (تو ہر ایک کا امتیاز ضروری ہے، ان کے بعد مخرج کی وجہ سے ادغام جائز نہیں یمنی نے کہا کہ اگر کسی نے مدغم کرکے پڑھا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ ابن مصنف اور ان کی اتباع میں رومی نے کہا ان دونوں کے عدم امتیاز سے احتراز چاہئے کیونکہ اگر ضاد کو ظاء سے بدلا یا اس کا عکس کیا تو فسادِ معنی کی وجہ سے نماز باطل ہوجائے گی۔ اور مصری نے کہا اگر کسی نے فاتحہ میں ضاد کو ظاء سے بدل کر پڑھا تو اس کلمہ کی قراءت درست نہ ہوگی، پھر ابن الہمام اور غنیہ کی مذکورہ

---

[1] المنح الفکریۃ شرح المقدمۃ الجزریۃ باب التحذیرات مطبوعہ مصطفی البابی مصر ص ۴۳

آنگہ گفت قال الش رح وھذا معنی ماذکر فی فتاوی الحجۃ انہ یفتی فی حق الفقہاء باعادۃ الصلاۃ وفی حق العوام بالجواز اقول وھذا تفصیل حسن فی ھذا الباب واللہ تعالٰی اعلم بالصواب، وفی فتاوٰی قاضیخان ان قرأ غیر المغضوب بالظاء او بالدال تفسد صلاتہ ولا الضالین بالظاء المعجمۃ او الدال المھملۃ لاتفسد ولو بالذال المعجمۃ تفسد (ملخصاً)[1] ودر شرح امام شیخ الاسلام زکریا انصاری است (وان تلاقیا) ای الضاد والظاء (فقل (البیان) لاحدھما من الاخر لازم للقاری لئلا یختلط احدھما بالاخر فتبطل صلاتہ[2]

سبحٰن اللہ اگر این نہج ادائے حرف بودے حکم فساد را چہ گنجائش بود بلکہ قطعاً ادغام روا بودے ونماز مطلقاً اجماعاً صحیح ماندے چنانکہ در وما ھو علی الغیب بضنین وہمچنیں در قول او تعالٰی انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم، حصب و حضب و حطب و حظب بصاد وضاد وطاء وظاء ہرچہ خواند نماز قطعاً صحیح است کہ این کلمہ بہر چہار حروف منقول در قرأت آمدہ است کما فی المنح الفکریۃ وغیرھا۔

گفتگو کے بعد کہا شارح نے کہ فتاوٰی حجہ میں جو کچھ مذکور ہے اس کا خلاصہ یہی ہے کہ علماء وفقہاء کے حق میں نماز کے لوٹانے کا فتوٰی دیا جائے گا اور عوام کے حق میں جواز کا، میں کہتا ہوں اس معاملہ میں یہی تفصیل احسن ہے، واللہ اعلم بالصواب۔ اور فتاوٰی قاضی خان میں ہے اگر کسی نے غیر المغضوب میں ظاء یا دال سے بدل کر پڑھا تو نماز فاسد ہوگی اور ولا الضالین میں ظاء یا دال سے بدل کر پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر ذال سے بدل کر پڑھا تو نماز فاسد ہوجائیگی امام شیخ الاسلام زکریا انصاری کی شرح میں ہے (اور اگر یہ دونوں متصل ہوں) یعنی ضاد اور ظاء تو قاری کے لئے دونوں کو الگ، الگ کرکے پڑھنا ضروری ہے تاکہ ایک دوسرے کے ساتھ مختلط نہ ہوجائے ورنہ اس کی نماز باطل ہوجائے گی اھ سبحان اللہ اگر اس کی ادائیگی کا یہ طریقہ قرین صواب ہوتا تو فساد کے حکم کی یہاں کیا گنجائش تھی بلکہ ادغام یقیناً جائز اور نماز مطلقاً بالاتفاق درست ہوتی جیسا کہ ما ھو علی الغیب بضنین میں ہے یہی حکم اللہ تعالٰی کے اس ارشاد گرامی میں ہے انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم۔ یہاں حصب، حضب، حطب اور حظب صاد، ضاد، طاء اور ظاء کے ساتھ جس طرح بھی پڑھ لیا جائے نماز درست ہوگی کیونکہ اس کلمہ کی ان چاروں حروف کے ساتھ قرأت ثابت ہے جیسا کہ منح الفکریہ وغیرہ میں ہے۔ (ت)

---

[1] المنح الفکریۃ شرح المقدمۃ الجزریۃ باب التحذیرات مطبوعہ مصطفی البابی مصر ص ۶۳

[2] شرح المقدمۃ الجزریۃ ابو زکریا انصاری مع المنح الفکریۃ باب التحذیرات مطبوعہ مصطفی البابی مصر ص ۶۳

اقول وباللہ التوفیق بتحقیقنا هذا ظهر لك انحطاط ما زعم بعض النحاة وهو ابن الاعرابی اللغوی حیث کان یقول جائز فی کلام العرب ان یعاقبوا بین الضاد والظاء فلا یخطئ من یجعل هذه فی موضع هذه وینشد ؎

الی اللہ اشکو من خلیل اودہ
ثلث خلال کلها لی غائض

بالضاد۔

ویقول هکذا سمعته من فصحاء العرب؎ نقله ابن خلکان فی وفیات الاعیان۔ وذلك لانه لو کان ما زعمه صحیحا لما حکم ائمة الفقه وهم ما هم فی جمیع فنون العربیة وغیرها من العلوم الدینیة بفساد الصلوٰة فی غیر المغضوب وامثاله مما یفسد به المعنی ولما فرقوا بینه وبین ضنین وظنین فاین هذا مما مر عن الحلیة عن الخزانة عن الائمة ان فی جمیع القرآن تفسد به الصلوٰة ما خلا ضنین او من سوغ فانما نظر الی التیسیر علی العوام لا انه صحیح فی فصیح الکلام اما البیت فلا حجة له فیه فقد یکون

اقول (میں کہتا ہوں، اللہ تعالٰی کی توفیق و عنایت سے جو ہم نے تحقیق کی ہے اس سے ایک نحوی ابن الاعرابی کوفی کے اس قول کی کمزوری بھی واضح ہو جاتی ہے جو اس نے کہا تھا کہ ضاد اور ظاء کو ایک دوسرے کی جگہ کلام عرب میں پڑھا جاسکتا ہے تو جو ایک کی جگہ دوسرے کو پڑھ دے اسے خطاوار نہیں کہا جائیگا اور اس نے یہ شعر پڑھا ؎

اللہ کے ہاں ہی میری شکایت ہے اپنے محبوب دوست کی تین عادتوں کی جو سب مجھے ناپسند ہیں۔

(اس شعر میں غائض ضاد کے ساتھ ہے)

اور یونہی میں نے فصحاء عرب سے سنا ہے، اسے؎ ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں نقل کیا ہے اور یہ اس لئے کہ اگر ان کا قول درست ہوتا تو یہ تمام ائمہ فقہ جو علوم دینیہ اور فنون عربیہ کے ماہر ہیں غیر المغضوب اور اس جیسے دیگر الفاظ جن میں فساد معنی لازم آتا ہے نماز کے فاسد ہونے کا حکم جاری نہ کرتے اور ضنین و ظنین مذکورہ لفظ کے درمیان فرق نہ کرتے، یہ اس میں سے کہاں ہے جو حلیہ سے خزانہ سے ائمہ کرام سے گزرا کہ ضنین کے علاوہ تمام قرآن میں (جب فساد معنی ہو) تو نماز فاسد ہوجائے گی، اور جن لوگوں نے اسے جائز قرار دیا تھا انہوں نے عوام پر آسانی کی خاطر ایسا کیا ہے یہ نہیں کہ ایسا کرنا فی الواقع فصیح کلام میں صحیح ہے، رہا معاملہ شعر کا وہ اس سلسلہ

؎ وفیات الاعیان ترجمہ محمد بن زیاد ابن الاعرابی ۶۳۳ مطبوعہ دارالثقافۃ بیروت ۴/۳۰۶

من غاضه اذا نقصه قال الاسود بن يعفر

اما تريني قد فنيت وغاضني
ما نيل من بصري ومن اجلادي

قال في تاج العروس معناه نقصني بعد تمامي وهذا ابن الاعرابي قد انشد بنفسه

ولو قد عض معطسه جريري
لقد لانت عريكته وغاضا

وفسره فقال اثر في انفه حتى يذل وقد قال ابن سيده في ذلك البيت يجوز عندي ان يكون غائض غير بدل ولكنه من غاضه اى نقصه ويكون معناه حينئذ انه ينقص ويتهشم نقلها في التاج ايضا ومن هذا احكم علماؤنا بعدم الفساد فيه لو قرأ ليغيض بهم الكفار بالضاد مكان الظاء[2] كما في الخانية قال في الغنية لان معناه مناسب اى ينقص بهم الكفار[3] اه وكذا قال في قوله تعالى قل موتوا بغيظكم[4] و

میں ان کی حجت نہیں ہو سکتا تو کبھی یہ غاضہ سے آتا ہے اس وقت اس کا معنی نقص ہوتا ہے چنانچہ اسود بن یعفر نے کہا

کیا تو دیکھتی نہیں کہ میں فنا ہو چکا ہوں اور میری آنکھوں اور اعضا کے عوارضات نے مجھے ناقص کر دیا ہے۔

تاج العروس میں ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ اس نے مجھے کمال تک پہنچنے کے بعد ناقص کر دیا، اور اس ابن اعرابی نے خود یہ شعر کہا:

اگر جریری نے اس کی ناک کو کاٹا ہے تو ضرور اس کی ناک کی ہڈی نرم اور ناقص ہو گی۔

اور اس کی شرح کرتے ہوئے کہا کہ اس نے، اس کی ناک کو داغدار کر دیا حتی کہ وہ ذلیل ہو گیا۔ اور ابن سیدہ نے اس (پہلے) شعر کے متعلق کہا کہ اس میں "غائض" غاض سے نہیں بدلا بلکہ وہ غاض سے ہے جس کا معنی نقص ہے، لہذا اب معنی یوں ہو گا اس نے مجھے ناقص کر دیا، اس کو تاج العروس نے بھی نقل کیا ہے۔ اور اسی بنا پر ہمارے علماء نے فرمایا کہ اگر کسی نے لیغیظ بھم الکفار میں ظاء کی جگہ ضاد پڑھا تو نماز فاسد نہ ہو گی، جیسا کہ خانیہ میں ہے

غنیہ میں ہے کہ اس کا معنی مناسب ہی رہتا ہے یعنی ان سے کافروں میں نقص و اضطراب ہو اھ اور اسی طرح اللہ تعالے کے ارشاد گرامی قل موتوا

---

[1] تاج العروس فصل العین من باب الضاد مطبوعہ احیاء التراث العربی ۵/۶۳-۶۵

[2] فتاوی قاضی خان فصل فی قراءۃ القرآن خطاء مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۶۸

[3] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی زلۃ القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۰۸

[4] فتاوی قاضی خان فصل فی قراءۃ القرآن خطاء مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۶۹

بالجملة فالفقه لا يؤخذ من قول نحوي خالف نصوص الائمة بل الانصاف عند من نور الله بصيرته تقديم قولهم على اقوال النحاة في العربية ايضا فان الاجتهاد لا يتأتى في الاستصلاح ممن هو متقدم في قلبه نور الالهي ما ضر من ذلك فانه نفيس مهم آرے ما را انکار نیست کہ در کلام عرب معاقبہ میان ضاد و ظاء اصلا نیامدہ کلمات عدیدہ بہردو حرف وارد شدہ چوں عض الحرب والزمان و عظ الزمان جنگ گزید و گزند رسانید و تماضوا و تماظوا باہم بجنگ افتادند و بر یک دگر زبان گفتن گشادند و فاض فلان و فاظ مرد و بظ الضارب اوتارہ وبض چنگ زن اوتار را برائے زدن جنبانید وحبیا مرد و تقریظ و تقریض مدح کردن و بیض و بیظ خایہ مور و بظر و بضر عورتہ الی غیر ذلک ما عداہ ابن مالک فی کتاب الاعتضاد فی معرفۃ الظاء والضاد اما این معنی مستلزم آں نباشد کہ ہرجا ابدال روا بود چنانکہ میان لام و را جا با معاقبہ است در مجمع بحار الانوار آوردہ وفیہ کان یکرہ تعطر النساء وتشبھن بالرجال اراد عطرا یظھر ریحہ کما یظھر عطر الرجل وقیل اراد تعطل

بقیظ کو ہیں کہا۔ بالجملہ دین وفقہ، مسئلہ نحوی کے ایسے قول سے نہیں لیا جاسکتا جو ائمہ کی تصریحات کے خلاف ہو، بلکہ ہر شخص جسے اللہ تعالے نے نور بصیرت سے نوازا ہے وہ ائمہ کے اقوال کو فن عربیہ میں بھی نحاۃ کے اقوال پر مقدم رکھے گا کیونکہ اجتہاد وہ کرسکتا ہے جس میں اس کی کامل صلاحیت ہو اور اس کا دل نور الٰہی سے پر ہو اسے اچھی طرح محفوظ کرلو کیونکہ یہ نہایت ہی اہم اور قیمتی تحقیق ہے۔ البتہ ہمیں اس بات سے ہرگز انکار نہیں کہ کلام عرب میں ضاد اور ظا ایک دوسرے کی جگہ آ ہی نہیں سکتے بہت سے کلمات ان دونوں حروف کے ساتھ وارد ہیں مثلاً عض الحرب والزمان و عظ الزمان دونوں کا معنی یہ ہے کہ جنگ نے کاٹا اور تکلیف پہنچائی تماضوا اور تماظوا آپس میں جنگ وغیرہ کرنا اور ایک دوسرے پر زبان کھولنا "فاض فلان" اور "فاظ" "فلاں فوت ہوا" بظ الضارب اوتارہ اور بض صاحب موسیقی کا تار کو بجانے کے لیے حرکت دینا۔ تقریظ اور تقریض تعریف کرنا۔ بیض اور بیظ مور کا انڈہ — بظر و بضر عورت اور شرمگاہ الی غیر ذلک ان میں سے ابن مالک نے "کتاب الاعتضاد فی معرفۃ الظاء والضاد" میں شمار کیا ہے لیکن یہ اس بات کو مستلزم نہیں کہ ابدال ہر جگہ جائز ہوگا مثلاً لام اور را کسی مقام پر ایک دوسرے کی جگہ آتے ہیں۔ مجمع بحار الانوار میں ہے کہ اس حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم خواتین کے خوشبو لگانے اور مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے کو

النساء باللام وھی صفة لاحلی علیھا ولاخضاب واللام والراء یتعاقبان[1] وزنہار جائز نبود کہ ہرجا خواہند یکے بجائے دیگرے خوانند، علماء تصریح فرمودہ اند کہ در یوم تبلی السرائر سرائل یا در یوم ترجف الارض والجبال بجائے جبال جبار خواند نماز فاسد شود[2] کما فی الخانیة و المنیة وغیرھما باز ایں جملہ گفتہ آید در خصوص نماز بجا است وحاشا کہ جاہلے وکنیزکے ودہقانے از عرب بجائے ض دیا طا مہملتین یا ذیا ظا معجمتین بر زبان راند سخن من در عرب خالص است نہ در قومے کہ با عجم مخالط شدہ و زبان نیز خالط و مخالط شدہ رجعت قہقری را گہگری گویند و ثلث عشر را تلتعشر و خذکذا را خدکدا بکسر الکاف و دال مہملة الی غیر ذلک من التغیرات المہملة و با بعضے از اعراب و اطراف یمن ملاقی شدم کہ ہکذا را ہچا می گفتند و منک خطاب بانثی را منچ بجیم فارسی و بعضے دیگر دیدم کہ جیم را کاف فارسی مسجد را مسگد و جمال را گمال مے گفتند قال الرضی الباء التی کالفاء قال السیرافی ھی کثیرة فی لغة العجم واظن

ناپسند فرماتے تھے، یہاں عطر سے وہ خوشبو مراد ہے جو اس طرح مہک دار ہو جو مرد لگاتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہاں را کی جگہ لام ہے یعنی تعطل النساء لام کے ساتھ، یعنی عورت کا بغیر زیور اور مہندی کے ہونا مراد ہے کہ لام اور را ایک دوسرے کی جگہ مستعمل ہوتے ہیں (یہ اگرچہ جائز ہے) مگر یہ بعض مقام پر جائز نہیں ہوتا کہ جہاں چاہیں ایک کو دوسرے کی جگہ پڑھ لیں۔ علماء نے تصریح کی ہے کہ یوم تبلی السرائر کی جگہ سرائل یا یوم ترجف الارض والجبال میں جبال کی جگہ جبار پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی، جیسے کہ خانیہ اور منیہ وغیرہا میں ہے، پھر یہ تمام گفتگو جو میں نے کی ہے یہ صرف نماز کے لئے خاص ہو سکتا ہے کہ کوئی جاہل، لونڈی یا دیہاتی از عرب ضاد کی جگہ دال، طا، دال یا زا اپنی زبان پر جاری کرے کیونکہ ہماری گفتگو عرب خالص میں ہے نہ کہ اس قوم میں جو عجم کے ساتھ مل ہو اور اس کی زبان غلط ملط ہو گئی ہو مثلاً رجعت قہقری کی جگہ رجعت گہگری اور ثلث عشر کی جگہ تلتعشر، خذ کذا کو خد کدا، کاف کے کسرہ اور دال کے ساتھ پڑھتے ہیں ان کے علاوہ دیگر بے مقصد لایعنی تغیرات یا بعض ایسے بدوی اور یمنی لوگوں سے ملا ہوں جو ہکذا کو ہچا ہی

---

[1] مجمع بحار الانوار لفظ عطر کے تحت مذکور ہے مطبوعہ مطبع عالی منشی نولکشور لکھنؤ ۳۹۶/۴

[2] فتاوی قاضی خان فصل فی قراءة القرآن خطاء مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۶۸/۱

ان العرب انما اخذوا ذلک من العجم لمخالطتھم ایاھم[1] باز اخراج ظا معجمہ بجائے ضاد خالصاً یا اشماماً در کلام علماء نقلش از عوام جہال نیز یاد نیست البتہ بعض عامیان زماں کہ تشابہ صوت شنیدہ اند بجائے ضاد ظا بر آوردن مے خواہند و بعض دیگر کہ تحفظ کنند و نتواں چیزے بین الضاد و الظاء بر می آرند و اولئک امثلھم طریقۃ نسأل اللہ ان یوفقنا الحق فی کل باب تحقیقاً۔

بالجملہ حق واضح ہمیں است کہ ایں ہمہ حروف باہم متباین است و بر ہمہ مخرج جدا و ابدال ضاد باہر حرفیکہ باشد مردود و ناروا ایں حرفے است کہ حق جل و علا او را تنہا آفرید و ہیچ حرفے را قرینش نگردانید و لہذا سیبویہ گفت و در صفت لولا الاطباق فی الصاد لکان سیناً و فی الظاء

پڑھتے تھے مونث کو خطاب کرتے ہیں منک کی جگہ منچ پڑھتے ہیں، بعض دیگر ایسے لوگ بھی ہیں سنے دیکھے کہ جیم کو کاف کے ساتھ مثلاً مسجد کو مسگد، جمال کو گمال بولتے ہیں۔ رضی نے کہا وہ باء جو فاء کی طرح ہے سیرافی کہتا ہے یہ لغت عجم میں کثرت کے ساتھ مستعمل ہے اور میرا گمان ہے کہ عرب نے عجم سے اختلاط کی وجہ سے یہ اخذ کیا ہے پھر ضاد کی جگہ خالصاً یا اشماماً ظا پڑھنے بارے میں جاہل لوگوں نے علماء کے کلام سے جو کچھ نقل کیا ہے وہ بھی محفوظ نہیں البتہ جن بعض عوام زماں سے تشابہ صوت سنا گیا ہے کہ وہ ضاد کی جگہ ظاء پڑھنا چاہتے ہیں اور بعض دوسرے لوگ ادائیگی کی طاقت نہ رکھتے ہوئے بھی کوشاں رہتے ہیں ضاد اور ظا کے درمیان پڑھتے ہیں یہ لوگ بہتر اور اوسط راہ پر ہیں، ہم اللہ تعالٰی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہر معاملہ تحقیق حق پر چلنا نصیب کرے (آمین)

بالجملہ حق واضح یہی ہے کہ تمام حروف آپس میں متباین اور ان کے مخارج الگ الگ ہیں لہذا ضاد کا کسی بھی حرف کے ساتھ بدل کر پڑھنا مردود اور ناجائز ہے۔ اس حرف (ضاد) کو اللہ تعالٰی نے اکیلا جدا پیدا کیا ہے کہ کوئی حرف بھی اس کا قریں نہیں گردانا جا سکتا اسی لئے سیبویہ نے کہا اور خوب کہا اگر صاد میں اطباق نہ ہو تو وہ سین بن جائے، اگر ظاء میں نہ ہو تو

---

[1] شرح شافیہ للرضی صفات الحروف مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۵۶/۳

كان ذالا وفى الظاء كان دالا ولخرجت الضاد من الكلام لانه ليس شیئ من الحروف من موضعها غيرها[1] اھ نقلہ الرضی و آنکہ از قاری پانی پت نقل کردہ۔

اقول تحقیق آنست کہ در صفات حروف بعضے صفات لازمہ است کہ فقدانش مستلزم فقدان ذات باشد چنانچہ اطباق در ط و انفتاح در ت او قطعاً واجب المراعاة ست و بعضے نہ چناں ست اگر بجا نیارند ذات حرف در ہم نخورد چوں تہوّع در ہمزہ و تفشّی در ش و هو كما فی المنح انتشار الصوت عند خروجها حتی تتصل بحروف طرف اللسان منها مخرج الظاء المشالة والحال ان مخرجها حافة اللسان من محاذات وسطه[2] پس مراعات صفات مطلقاً واجب نیست بلکہ از صفات حروف آنست کہ ترکش واجب است و آں صفت تکریر در رائے مخفف مطلقاً و در مشدد بیش از یکبار معنی ایں صفت در را آنست کہ قابل تکرار است نہ آنکہ تکرارش باید باین معنی بتوفیق اللہ تعالٰی بخاطرم خطور کردہ بود کہ تصریحش در کلام مولٰنا

وہ ذال بن جائے اگر ظاء میں نہ ہو تو وہ دال بن جائے اور ضاد کلام سے ہی خارج ہو جائے کیونکہ اس کے متبادل کوئی حرف ہی نہیں اھ اسے رضی نے نقل کیا اور جو انہوں نے قاری پانی پتی سے نقل کیا ہے۔ اس کے بارے میں کہتا ہوں تحقیقی بات یہ ہے کہ حروف کی صفات میں بعض ایسی صفات لازمہ ہیں جن کے فقدان سے حروف کی ذات کا فقدان لازم آتا ہے مثلاً "طاء" میں اطباق اور "تاء" میں انفتاح اس کی رعایت نہایت ہی ضروری ہے اور بعض حروف ایسے نہیں یعنی اگر انھیں ان صفات سے ادا نہ کیا جائے تو ان کی ذات ختم نہیں، مثلاً ہمزہ میں تہوّع اور شین میں تفشّی، یہ وہی ہے جو المنح میں ہے کہ اس کے خروج کے وقت آواز کا اس طرح انتشار یہاں تک ہو کہ حروف کے ساتھ طرف لسان متصل ہو جائے، ایسے حروف میں سے ظاء کا مخرج بھی ہے حالانکہ اس کا اصل مخرج اس کے محاذاتِ وسط سے اور حافۂ زبان ہے۔ پس صفاتِ حروف کی رعایت ہر جگہ لازم نہیں بلکہ بعض حروف کی صفات ایسی ہیں جن کا ترک ضروری ہے اور وہ راء مخففہ میں مطلقاً اور راء مشددہ میں ایک بار سے زائد تکرار ہے یعنی را میں اس صفت کی موجودگی کا معنٰی یہ ہے کہ را قابلِ تکرار ہے یہ نہیں کہ اس میں تکرار ضروری ہے۔ یہ معنی اللہ تعالٰی کی توفیق سے میرے ذہن میں آیا اور اس کی تصریح

---

[1] شرح شافیہ للرضی مخارج الحروف العربیۃ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳/۲۶۳

[2] المنح الفکریۃ مطلب بیان الحروف المحصورۃ الخ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ص ۱۹

علی قاری چہرہ کشود حیث قال تحت قول الماتن والراء بتکریر جعل معنی قولهم ان الراء مکرر هو ان الراء له قبول التکرار لارتعاد طرف اللسان به عند التلفظ کقولهم لغیر الضاحك انسان ضاحك یعنی انه قابل للضحك وفی جعل اشارة الی ذلك وتکریره لحن فیجب معرفة التحفظ عنه للتحفظ به کمعرفة السحر لیتجنب عن تضرره ولیعرف وجه دفعه قال الجعبری وطریقة السلامة انه یلصق اللافظ ظهر لسانه باعلی حنکه لصقا محکما مرة واحدة ومتی ارتعد حدث من کل مرة راء وقال مکی لابد فی القراءة من اخفاء التکریر و قال واجب علی القاری ان یخفی تکریره ومتی اظهر فقد جعل من الحرف المشدد حروفا ومن المخفف حرفین[1] اھ ببعض اختصار و در وجوب ادا از مخرج بمعنی کہ مسلم است جملہ حروف متساویة الاقدام است ہیچ خصوصیت ضاد نیست بلکہ قرآں گفتت کہ چوں ادائے صادق در و احمر

مولانا علی قاری کے اس کلام میں ظاہر ہوئی جو انہوں نے ماتن کے قول "والراء بتکریر جعل" کے تحت کی ہے کہ قراء کے قول "را میں تکرار ہے" کا معنی یہ ہے کہ را تکرار کو قبول کرتا ہے کیونکہ اس کے تلفظ کے وقت طرفِ زبان حرکت کرتی ہے جیسا کہ غیر ضاحک کو انسان ضاحک کہا جائے کہ وہ ضحک کے قابل ہے، اس جعل میں اسی طرف اشارہ ہے اور اس کا تکرار غلط ہے، پس اس کے ساتھ تلفظ کے لئے اس سے بچنے کی معرفت ضروری ہے تاکہ تلفظ سے بچا جا سکے، جیسا کہ جادو کا علم اس لئے حاصل کیا جائے تاکہ اس کے نقصان سے بچا جا سکے اور اس سے دفاع کی معرفت ہو جائے اور اس کو اٹھایا جا سکے جعبری نے کہا سلامتی کا طریقہ یہ ہے کہ تلفظ کرنے والا اپنی زبان کے اوپر والے حصے کو تالو کے بلند حصے کے ساتھ ایک دفعہ مضبوط طریقے سے ملائے اب جب وہ حرکت کرے گی تو ہر دفعہ را پیدا ہو گا۔ مکی نے کہا ہے قرآت میں اخفاء تکریر ضروری ہے اور فرمایا قاری پر لازم ہے کہ اس کے تکرار میں اخفاء کرے اور جب اظہار کرے گا تو حرف مشددہ میں کئی حروف پیدا کرے گا اور مخفف میں دو حروف سے کرے اھ اور یہ عبارت کچھ اختصار کے ساتھ ہے اور ہر حرف کو اس کے مخرج سے اس طرح ادا کرنے کا وجوب اس معنی پر ہے کہ تمام حروف کا متساوی الاقدام ہونا مسلم ہے اس میں ضاد ہی کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ یہ

---

[1] المنح الفکریة شرح المقدمة الجزریة مطلب بیان الحروف المھموسة الخ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ص ۱۰۵

از جملہ حروف است حکم وجوب بعارض مشقت در وے بنسبت سائر حروف در تخفیف است فان المشقة تجلب التیسیر و ماضاق امر الا اتسع و لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا[1] و ما جعل علیکم فی الدین من حرج[2] یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر[3] والحمد للہ رب العلمین آرے خصوصیت ض بوجہ عسر ادا ورا درشت احتیاج باہتمام در آں تحفظ و تیقظ در اداے آنست ۔

کہا جا سکتا ہے کہ جب اس کی ادائیگی دیگر حروف کی نسبت زیادہ مشکل ہے تو اس مشقت کے پیش نظر دیگر حروف کے اعتبار سے اس کے حکم وجوب میں تخفیف ہوگی کیونکہ مشقت آسانی لاتی ہے۔ ہر مشکل معاملہ میں گنجائش ہے اللہ تعالے کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا، اللہ تعالیٰ نے تم پر دین کے معاملے میں تنگی نہیں رکھی، اللہ تعالے تم پر آسانی کا ارادہ رکھتا ہے اور تنگی کا ارادہ نہیں فرماتا، اور تمام خوبی اللہ تعالے کے لیے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ ہاں ضاد میں تنگی کی وجہ سے اس کی ادائیگی کے لئے خوب اہتمام اور تحفظ ہونا چاہیے اور ادائیگی میں ہوش سے کام لیا جائے دت،

www.alahazratnetwork.org

---

[1] القرآن ۲/۲۸۶

[2] القرآن ۲۲/۷۸

[3] القرآن ۲/۱۸۵